© rasailojaraid.com

سے تنگ آچکے ہیں۔ آنے والے انتخابات میں عوام وزیراعظم کے اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے یقیناً دوبارہ کانگریس کو موقع دیں گے تاکہ وہ اپنے ادھورے کاموں کو جو عوام الناس کی فلاح و بہتری کے لئے ہیں، ان کو پورا کرسکیں۔ اور ملک سے بھرشٹاچار کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا جاسکے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں آبادی بڑھ رہی ہے وہاں اسی کے ساتھ گندگی بھی اور غنڈہ گردی بھی دونوں ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ موٹروں کی بھرمار سے دھواں اس قدر بڑھتا جارہا ہے کہ لوگوں کا سانس لینا بھی دوبھر ہوگیا ہے جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ جس سے شہروں میں مچھر اور کیڑے مکوڑے شہریوں کی زندگی میں زہر گھول رہے ہیں۔ ارباب حل وعقد کی توجہ اس طرف جب بھی جاتی ہے تو کچھ مخصوص علاقوں میں صفائی کی مہم شروع کردی جاتی ہے۔ لیکن جب ارباب حل وعقد کی توجہ ختم ہوجاتی ہے تو صفائی کی مہم بھی اسی کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شہروں میں ہر جگہ صفائی وستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے جس سے بیماری وغیرہ کو دور بھگایا جاسکے۔ ملک کے عوام کی صحت و تندرستی ملک کی خوشحالی وترقی کا باعث ہوگی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے سرکار ہر شہری کے تحفظ کی ضامن ہے۔ زناکاری، اغوا اور قتل کی واردات سے روزانہ اخبارات کے صفحات بھرے نظر آتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں اس قسم کی وارداتیں ملک کی ترقی وفلاح میں یقیناً رکاوٹ ہیں۔ غنڈہ گردی کا سدباب ہونا بہت ضروری ہے۔ اغوا اور قتل کی وارداتیں ختم ہونی چاہئیں یہ ہر شہری کا مطالبہ ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی مشنری کو چست وفعال بنائے۔ اور سختی کے ساتھ غنڈہ گردی، زناکاری اور قتل و ڈکیتی کے خاتمہ کیلئے مناسب اور کارآمد تدابیر اختیار کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہندوستانی عوام کا مسیحا، ملک کا سچا خیر خواہ خیر اندیش غریبوں و یتیموں کا ہمدرد، عالم انسانیت کا محبوب عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم اپنی خداداد قابلیت و خدمات کے طفیل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے پُرعظمت منصب پر عوام کے ہر حلقہ کی چاہت و پسند سے منتخب ہو گئے۔ یہ دراصل ہندوستانی عوام کی تو کامیابی ہے ہی مگر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدہ پر عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب کے منتخب ہونے سے عہدۂ چانسلر کی بھی عزت و توقیر میں اضافہ ہوا ہے۔ ہم دل کی گہرائیوں سے پوری ہندوستانی قوم کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے مبارکباد پیش کرتے ہیں عالیجناب حکیم عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی کو انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدہ کو قبول فرمایا اور ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس عہدہ کے لئے صحیح و قابل ہستی کا انتخاب فرمایا — بانیٔ مسلم یونیورسٹی کی روح جنت میں آج خوشی و مسرت سے جھوم رہی ہو گی کہ بڑی مدت کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ان کے خوابوں کا صحیح و خیر اندیش رہبر و رہنما نصیب ہو گیا۔

عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب قبلہ کے لئے مندرجہ بالا سطریں لکھ کر دل و دماغ میں مسرت و خوشی کی کرنیں پیدا کر ہی رہے تھے کہ معاً یہ خبر دل و دماغ میں غم و افسوس کی بجلی بن کر کود گئی کہ عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب غسل خانہ میں پھسل کر گر گئے اور ان کی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے انھیں فوراً ہمدرد نگر مجیدیہ اسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے اس نیک بندہ کو جس کا ہر لمحہ ہر پل اور ہر وقت کا ایک ایک منٹ بندگانِ خدا کے دکھ درد کو سننے اور ختم کرنے میں صرف ہوا ہو اور جس کا دن اور رات ملک و قوم کی فلاح و بہتری میں بیت رہا ہو۔ مکمل صحت یابی و تندرستی سے ہمکنار فرما، سلامتی و عمر دراز عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآنِ حکیم میں ہندی الاصل الفاظ

ڈاکٹر مقصود احمد، شعبۂ عربی، بڑودہ یونیورسٹی، بڑودہ

عرب و ہند کے مابین یوں تو زمانۂ قدیم سے تعلقات چلے آرہے ہیں لیکن [1] ۲۰۰۰ ق م یا پھر بقولِ ڈاکٹر مقبول احمد تیسری صدی [2] قبلِ مسیح سے باقاعدہ تجارتی تعلقات کا پتہ چلتا ہے اور اس سلسلے میں تاریخی شہادتیں بھی ملتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عہدِ عتیق [3] (Old Testament) سے بھی اس کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔ ان دیرینہ اور صدیوں سے چلے آرہے تجارتی تعلقات کے نتیجے میں مختلف النوع سامانِ تجارت کے تبادلے بھی عمل میں آئے۔ ہندوستان کے پھلوں اور خوشبوؤں سے عرب خاص طور متعارف ہوئے۔ ہندوستان کے بعض پھل اور خوشبوئیں عربوں کو اس درجہ پسند آئیں کہ ان کو معرب کر کے انہوں نے نہ صرف عام بول چال میں بلکہ اپنی کلاسیکی شاعری میں بھی بکثرت ان کا استعمال کیا۔ عربی شاعری اور عام بول چال میں استعمال ہونے والے بعض معرب الفاظ درج ذیل ہیں:

ہندی		عربی
ناریل		نَارَجِيل
آم		أَنْبَج
لیمو		لَيْمُون
چندن		صَنْدَل
موشہ	(मोच)	مُوز (کیلا)
مُشک	(मुष्क)	مِسْك

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کنک پھل	قَرَنْفُل	(لونگ)
پپلی	فُلْفُل	(سیاہ مرچ)

آخری تین الفاظ امرأ القیس کے معروف ومشہور قصیدے کے درج ذیل اشعار میں استعمال ہوئے ہیں:

إِذا قامَتا تَضَوَّعَ الْمِسْكُ مِنْهُما
نَسِيمَ الصَّبا جاءَتْ بِرَيّا الْقَرَنْفُلِ

تَرىٰ بَعَرَ الآرامِ فِي عَرَصاتِها
وَقِيعانِها كَأَنَّهُ حَبُّ فُلْفُلِ

علاوہ بریں، دیگر شعرائے عرب نے بھی ان الفاظ کا استعمال اپنے کلام میں کیا ہے۔

نزولِ قرآن کے وقت اہلِ عرب ایسے بہت سارے ہندی الاصل الفاظ سے مانوس ومتعارف تھے اور وہ ان کی شاعری میں بہ کثرت مستعمل تھے۔ چنانچہ ان میں سے بعض ایسے الفاظ کا استعمال قرآن کریم میں بھی ہوا جن سے وہ بہت زیادہ مانوس تھے اور جو انہیں از حد مرغوب تھے۔ ایسے تین الفاظ کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

مِسْک: یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یعنی سورۃ المطففین کی آیت نمبر ۲۶ میں جنت کی نعمتوں کے بیان کے سلسلے میں وارد ہوا ہے۔ آیت مذکورہ یوں ہے:

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۙ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ

(ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی۔ جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں)

اس لفظ کی اصل کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ الجوالیقی، الثعالبی، السیوطی وغیرہم اس کو فارسی الاصل قرار دیتے ہیں، بعض ماہر لسانیات کے نزدیک یہ لفظ عربی میں سریانی کے توسط سے داخل ہوا جس میں یہ پہلوی سے اخذ کیا گیا اور پہلوی میں یہ سنسکرت کے لفظ "مشک" سے آیا۔ VOLLERS کے مطابق یہ لفظ عربی میں MIDDLE PERSIAN سے براہ راست آیا ہے۔ اس لفظ کو سنسکرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے لفظ مُشک (मुष्क) سے مشتق ماننا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے[5]۔ جہاں تک اس کے عربی میں آنے کا سوال ہے تو اغلب ہے کہ اس میں یہ تاجرانِ عرب کے توسط سے براہِ راست نہ آیا ہوگا۔

کافور: اس لفظ کا استعمال بھی عربی شاعری میں ہوا ہے۔ عرب کے مشہور شاعر الاعشٰی نے بھی اس کا استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۵ میں ہوا ہے جو حسب ذیل ہے:

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا۔

(نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہوگی۔)

اس کے اصل کے متعلق بھی اختلافِ رائے ہے۔ عام طور سے اس کو فارسی الاصل تصور کیا جاتا ہے۔ مگر یہ خیال محلِ نظر ہے۔ (Fraenkel) اس کو سریانی الاصل قرار دیتے ہیں، جس میں یہ پہلوی سے آیا اور پہلوی میں کاپور کی شکل میں سنسکرت سے آیا جس میں یہ بشکلِ کرپور (कर्पुर) غالباً ہندوستان کے (Munda Dialects) سے آیا[6]۔ جہاں تک اس کے ماخذ کا تعلق ہے تو اس کو سنسکرت کے لفظ کرپور (कर्पूर) سے مشتق ماننا ہی زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے[7]۔ یہ عربی میں کب اور کیسے داخل ہوا اس سلسلے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم اس بات کا امکان ہے کہ یہ بھی عربی میں عرب تجار کے ذریعہ داخل ہوا ہوگا۔

زنجبیل (ادرک، سونٹھ): یہ لفظ بھی قرآن مجید کی سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۱۷ میں جنت کی نعمتوں کے ضمن میں وارد ہوا ہے۔ آیتِ مذکورہ حسبِ ذیل ہے:

وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا۔

(ان کو وہاں (جنت میں) ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔)

اس کے اصل کے متعلق بھی مختلف آرا ہیں۔ الجوالیقی، الثعالبی، السیوطی وغیرہم اس کو فارسی الاصل قرار دیتے ہیں۔ ایک خیال کے مطابق اس کا ماخذ پہلوی کا سنگبیر (Singa Bez)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے . جہاں سے یہ سریانی میں آیا اور سریانی سے عربی میں داخل ہوا۔[8] بعض ماہر لسانیات اس کو سنسکرت کے لفظ شرنگویر (शृंगवेर) یا شرنگویر (शृङ्गवेर) سے مشتق ملتے ہیں[9] اس کو سنسکرت سے ماخوذ تسلیم کرنا ہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے . شرنگویر سے عام ہندی میں زرنجابیرا ہوا اور یہی عربی میں قدرے تبدیلی کے ساتھ زنجبیل ہوگیا۔[10] مذکورہ بالا دونوں لفظوں کی طرح یہ بھی عربی میں عرب تجار کے توسط سے ہی آیا ہوگا۔

آرتھر جیفری نے ان کے علاوہ اور بھی چند ہندی الاصل الفاظ کو ایسے عربی الفاظ کے ماخذ ہونے کا امکان ظاہر کیا ہے جو قرآن حمید میں وارد ہوئے ہیں، مگر ان میں خاصا تکلف پایا جاتا ہے ۔ اسی لئے ان کو موضوع بحث نہیں بنایا گیا۔ تاہم جو حضرات تحقیق مزید اور مفصل معلومات کے متمنی ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ (The Foreign Vocabulary of The Quran)[11] کا بالاستیعاب مطالعہ کریں اور دورانِ مطالعہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اس نے اس کتاب کو اپنے اس مفروضے کے تحت لکھا ہے کہ اگرچہ راسخ العقیدہ مسلم علماء اس کے قائل نہیں ہیں کہ قرآن کی زبان دیگر زبانوں سے متاثر ہے تاہم اس میں ایسے الفاظ بہ کثرت پائے جاتے ہیں جن کی اصل عربی نہیں ہے اور جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے دوسری زبانوں کے اثر کو قبول کیا ہے ۔

تعلیقات وحواشی

---

۱ ۔ دیکھئے سید سلیمان ندوی: عرب وہند کے تعلقات، الہ آباد، ۱۹۳۰ء، صفحات ۲، ۳.

۲ ۔ ملاحظہ ہو مقبول احمد: Indo-Arab Relations، بمبئی، ۱۹۶۹ء ص ۱، نیز دیکھئے سید ابوالاعلیٰ مودودی: سیرت سرورِ عالم، جلد اول، دہلی، ۱۹۸۳ء ص ۱۳-۱۷ ۔

۳ ۔ ملاحظہ ہو کتاب پیدائش (۳۷: ۲۵ تا ۲۸) .

بائبل کی محولہ آیات میں اسمٰعیلیوں کے ایک قافلے کا ذکر ہے جو گرم مصالحے، روغنِ بلسان وغیرہ لے کر مصر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ وہی قافلہ ہے جس نے حضرت یوسفؑ کو مصر لے جا کر فروخت کیا تھا۔ قافلۂ مذکور چونکہ مصالحہ جات لے کر جا رہا تھا اس لئے گمان غالب ہے کہ وہ ہندوستان سے آرہا ہوگا کیونکہ ان اشیاء کی پیداوار وہیں ہوتی ہے ۔ حضرت یوسفؑ کے فروخت کئے

© rasailojaraid.com